تنظیم اسلامی پاکستان کی انقلابی جہات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Research and Analytical Study of Tanzeem-e-Islami Pakistan's Revolutionary Dimensions

Muhammad Mahmood Raza*
Taswar Hussain**
Shafique Ahmad Khan***

Abstract
Today, many parties and organizations around the world are active in the practical implementation of the Islamic way of life in Islamic countries. They have adopted various policies and strategies to bring this work and the Islamic Revolution. Tanzeem Islami Pakistan is also one of these parties which wants the Islamic Revolution first in Pakistan and then in the whole world. Tanzeem e Islami is neither the political party nor the religious sect, it is an islamic revolutionary party. The founder of Tanzeem e Islami is Dr. Israr Ahmad, who also founded the Anjuman Khudam-ul-Quran and the Khilafat Movement. In this article, we will try to present an analytical study of different dimensions of the concept of revolution of Tanzeem-e-Islami Pakistan. For this, we will check the Procedure and strategies in which Dr. Israr Ahmed and Tanzeem-e-Islami work to bring about a revolution, and then try to present an unbiased analysis of their work.
Keywords: Practical Implemetation, Strategies, Islamic Revolution, Tanzeem-e-Islami, Dimension.

تمہید:

پاکستانی قوم کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہندوستان کی تقسیم دو قومی نظریئے کی بنیاد پر عمل میں آئی تھی اور پاکستان مسلم قومیت کی اساس اور اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا۔ مصور پاکستان اور بانی پاکستان دونوں کے نزدیک الگ وطن حاصل کرنے کا مقصد دراصل یہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی کو قائم کرنا تھا۔ لیکن تاحال اس اصل منزل کی جانب کوئی پیش قدمی نہیں ہو سکی مزید یہ کہ اسی سیاسی، اقتصادی اور سماجی ڈھانچے کو اپنایا ہوا ہے جو ہمیں انگریزوں سے ورثے میں ملا تھا۔ بلاشبہ اس بات کی ضرورت ہے کہ پاکستان میں اس مغربی نظام کو ختم کرنے اور اسلام کے نظام کے نفاذ کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ انجمن خدام القرآن کے مؤسس، تحریک خلافت پاکستان کے بانی اور مشہور و معروف داعی و مبلغ قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ (متوفی: 2010ء) اور ان کی قائم کردہ جماعت " تنظیم اسلامی" نے اس معاشرہ میں اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کا ایک تصور پیش کیا، جسے اسلامی انقلاب کا نام دیا جاتا ہے۔ تنظیم اسلامی پاکستان کے نزدیک یہ ہمہ گیر اور بنیادی تبدیلی سیاسی اور انتخابی عمل کے ذریعے ممکن نہیں اور نہ ہی اس سے قائم شدہ نظام میں کوئی بہتری لائی جاسکتی ہے۔ اس کے ذریعے سطحی تبدیلیاں تو لائی جاسکتی ہیں بنیادی نہیں، ایسی بنیادی تبدیلی کے لئے ایک مکمل اور ہمہ گیر انقلاب کی ضرورت ہے، لہٰذا تنظیم اسلامی اسی نظریہ

---

* Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University D.I.Khan.
Email: mahmoodraza249@gmail.com
** Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Islamia University Bahawalpur.
Email: taswarhussain447@gmail.com
*** Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, Islamia University Bahawalpur.
Email: shafique.ryk7@gmail.com

کے ساتھ میدان عمل میں سرگرم ہے۔اس مضمون میں ہم نے تنظیم اسلامی کے انقلاب کی مختلف جہات اور گوشوں کو ان کی کتب سے اکٹھا کیا اور اس کا مختصر سا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔آخر میں خلاصہ بحث بھی پیش کیا گیا ہے۔

انقلاب تنظیم اسلامی کی بنیادی جہات:

تنظیم اسلامی پاکستان ایک ہمہ گیر انقلابی تصور رکھنے والی جماعت ہے۔جو معاشرے کے افراد کو ان کے انفرادی و اجتماعی دونوں گوشوں کے حوالے سے اپنا ایک انقلابی نظریہ و تصور فراہم کرتی ہے۔ڈاکٹر اسرار احمدؒ اسلام کے انقلابی فکر کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

دین و دنیا اور مذہب و سیاست کو یکجا کر کے ان کے مجموعے پر اللہ کی حاکمیت یعنی کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی غیر مشروط اور بلا استثناء بالادستی قائم کرنے کی جدوجہد میں تن من دھن کے ساتھ حصہ لیا جائے تاکہ دین حق کے غلبے کی صورت میں وہ نظامِ عدل اجتماعی قائم ہو جائے جو انسانی حریت، اخوت اور مساوات کے معتدل اور متوازن مجموعے کی حیثیت سے خلق کے لیے خالق کی رحمت و ربوبیت اور عدل و قسط کا جامع اور کامل مظہر بن جائے۔[1]

اسی ایک فقرے میں ہی تنظیم اسلامی کا انقلابی فکر پنہاں ہے، اور اس سے انقلاب کی دو بنیادی جہات بھی واضح ہو رہی ہیں ایک "دین اور دینا" کو اکھٹے کرنا دوسرا "مذہب و سیاست" کو یکجا کر کے ان سب کے مجموعے کو ایک ہی لڑی میں پرونا یا ایک ہی چیز تصور کر کے ان سب کے مجموعے پر قرآن و سنت کی بالادستی چاہنا ہی تنظیم اسلامی کے انقلاب کی منزل ہے۔عام طور پر معاشرے میں دین کو الگ اور دنیا کو الگ ڈھانچے کو طور پر لیا جاتا ہے، اسی طرح جدید طرز سیاست کا مذہب نام کی کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں جوڑا جاتا۔ لیکن تنظیم اسلامی اپنے انقلاب کے ذریعے ان تمام چیزوں کو یکجا کر کے ان سب پر اسلام کا نظام قائم کرنا چاہتی ہے۔اور اس انقلاب کی دو بنیادی جہات دین و دنیا کو ایک کرنا اور مذہب و سیاست کو ایک کرنا ہے۔ان جہات کی نظری و فکری اور دعوتی و عملی نوعیت پر بحث ذیل میں دی گئی ہے۔

علمی و فکری جہت:

تنظیم اسلامی کے انقلاب کی سب سے اہم جہت علمی و فکری ہے۔اس حوالے سے حافظ محمد زبیر لکھتے ہیں:

تنظیم اسلامی کی بنیادی فکر چار بنیادی مباحث پر مشتمل ہے:

1۔اسلام مذہب نہیں بلکہ ایک دین ہے، جس میں انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی زندگی سے متعلق بھی ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔

2۔ایک مسلمان کے بنیادی فرائض تین ہیں، عبادت رب، (زندگی کے ہر گوشے میں)، دعوت دین (پورے دین اور خصوصاً قرآن کی) اور اقامت دین کی جدوجہد (یعنی نظام عدل و قسط کے قیام کے لئے کوشش کرنا۔)

3۔ منہج انقلاب نبوی ﷺ یعنی تنظیم اسلامی کا دین کو قائم کرنے کا طریقہ کار نہ تو صرف تبلیغی اور دعوتی سرگرمیوں تک محدود ہے اور نہ ہی عسکری نوعیت کا ہے، بلکہ احتجاجی اور انقلابی طریقہ کار ہے۔

4۔جماعت کی بنیاد، بیعت جہاد، ہوگی۔اور جہاد سے مراد صرف قتال نہیں بلکہ وسیع معنوں میں جہاد مراد ہے۔[2]

اوپر بیان کئے گئے نکات میں سب سے پہلے کے بارے تنظیم اسلامی کے سابق مرکزی ناظمِ دعوت و تربیت، مذہب اور دین کے فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسلام ایک مذہب نہیں جو خود کو چند انفرادی معاملات جیسے عقائد، عبادات و رسومات وغیرہ تک محدود رکھتا ہو بلکہ ایک کامل دین ہونے کے ناطے اسلام انفرادی زندگی میں احکامات کے نفاذ کے ساتھ اجتماعی زندگی کے ضابطہ کار جن میں سماجی، معاشی اور سیاسی دائرہ کار شامل ہیں، ان میں بھی احکامات اسلامی کا نفاذ لازم قرار دیتا ہے۔[3]

جبکہ دوسرے نقطہ کے حوالے سے تنظیم اسلامی مسلمانوں کو دینی فرائض کا ایک جامع تصور پیش کرتی ہے، جس کے مطابق ایک فرد کو تین ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا، پہلی یہ کہ ایک فرد خود صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بنے اور بندگی رب کے سارے تقاضے پورے کرے، دوسری ذمہ داری یہ کہ اب دوسروں کو اسلام کی تبلیغ کرے اور دین کی دعوت دے، تیسرا یہ کہ وہ اللہ کے کلمہ کی سربلندی اور اس کے دین حق کے بالفعل قیام اور غلبے کے لئے تن، من، دھن سے کوشاں ہو۔[4]

آگے تنظیم ان فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تین لوازمات بھی پیش کرتی ہے، جس میں پہلا لازمہ جہاد فی سبیل اللہ ہے، جس میں پہلی منزل اپنے نفس کے خلاف جہاد سے لیکر آخری منزل قتال فی سبیل اللہ تک ہر قسم یعنی جہاد بالمال و جہاد بالقرآن وغیرہ شامل ہے، دوسرا لازمہ التزامِ جماعت ہے کہ دین کے نظام کے نفاذ و اسلامی انقلاب کا کام بغیر جماعت کے ممکن نہیں، تیسرا لازمہ یہ ہے کہ جو جماعت قائم ہو وہ بیعت پر مبنی ہو اور اس کا نظام اسلامی اصول سمع و طاعت پر ہونا چاہئے۔[5]

تیسرا نقطہ کے مطابق تنظیم کے انقلابی و مراحل و طریقہ کار سنت نبوی ﷺ سے ماخوذ ہیں جبکہ چوتھے نقطہ کے بارے بانی تنظیم لکھتے ہیں کہ ہم نے بیعت سمع و طاعت فی المعروف کی اساس پر تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی ہے، یہ واحد اساس ہے جو منصوص ہے یعنی قرآن و حدیث کے نصوص سے ثابت ہے، مسنون ہے یعنی سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ ماثور ہے یعنی سلف صالحین کے عمل کے مطابق ہے۔[6]

دعوتی و تبلیغی جہت:

تنظیم اسلامی کی جہات میں ایک اہم جہت دعوت کا میدان ہے، تنظیم اسلامی اس میدان کے ذریعے اپنے فکر کی بھرپور انداز میں تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت کا کام کر رہی ہے۔ تنظیم کی دعوتی تگ و دو کے بنیادی طور پر چار موضوعات ہوتے ہیں:

1۔ فرائض دینی کا جامع تصور　　2۔ اسلام کا نظام عدلِ اجتماعی اور اس کے نمایاں خد و خال

۳۔ منہج انقلابِ نبوی ﷺ　　4۔ حقیقتِ ایمان

اس میں شک نہیں کہ دعوت کے یہ چاروں نکات و موضوعات بہت اہم، لازمی اور بنیادی ہیں۔ ان کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان نکات میں حقیقتِ ایمان کو خاص اہمیت و اولیت حاصل ہونی چاہیے کیونکہ ایمان ہی وہ وصف ہے جس کی بدولت فرائض دینی کا جامع تصور اجاگر ہوتا ہے۔ نظام عدل اجتماعی کے خد و خال نمایاں ہوتے ہیں اور منہج انقلاب نبوی کے حقیقی فہم کا ذوق اور صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی بنا پر قرآن حکیم کا یہ مستقل اسلوب ہے کہ اکثر و بیشتر مقامات پر جہاں قرآن کوئی حکم عطا کرتا ہے، تو خطاب یاأیھاالذین آمنوا ہی ہوتا ہے۔ یعنی

احکام الٰہی پر آمادگی، اخلاص اور مواظبت ایمان کی بدولت ہی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا سب سے زیادہ ضروری ایمان کی حقیقت کو عوام و خواص میں نمایاں کرنا ہے اور یہ امر اپنی جگہ کسی المیہ سے کم نہیں کہ امت مسلمہ کو ایمان کی حقیقت سے آشنا کرنا سب سے بڑی بنیادی ضرورت ہے۔ بھلا وہ کیسی امت مسلمہ ہوگی جو ایمان کی حقیقت سے ناآشنا ہو۔ لیکن زوال وانحطاط اس قدر ہے کہ امت مسلمہ کو ایمان کی حقیقت بتانے کی ضرورت کو مجموعہ ضروریات سمجھا جاتا ہے، گویا کہ ڈاکٹر کو ڈاکٹر کے اور انجینئر کو انجینئر کے ججے بتائے جا رہے ہیں۔

دوسری بات محل نظر یہ ہے کہ دعوتی جہت میں فرائض دینی کے جامع تصور کے ساتھ سماج کے پسے ہوئے، کٹے ہوئے، لٹے ہوئے نیم مردہ، غریب، بھوکے، بیمار، مفلوک الحال طبقے کے لیے حقوق پر بھی بات کی جائے۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ دین کے جامع تصور کے اندر ہی مستضعفین کے حقوق کی ضمانت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حقوق کی اس ضمانت کا اس طبقے کو یقین دلایا جائے کہ جس کے حقوق صدیوں سے غصب چلے آرہے ہیں، تاکہ خاک نشینوں کو مسند نشین ہونے کا یقین پیدا ہو۔ فرائض کے ساتھ حقوق کی بات کرنا بہت سے امور کو واضح کرتا ہے۔

حقوق کی بازیابی اور اس کی یقین دہانی کے لیے کسی بھی انقلابی جماعت کا سماجی کردار بہت مؤثر اور نمایاں ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے کا عمومی مذہبی رویہ یہ ہے کہ اچھے اچھے دیندار لوگ مزاج کے سخت اور طرز عمل میں خوش مزاجی کی بجائے خشک مزاجی اور ان داخلی بشری کمزوریوں کے ساتھ مخالفین کا جھوٹا سچا پروپیگنڈا، اس قسم کے دیگر تلخ حقائق دینی فرائض کے تصور کو اپنے لیے ذریعہ نجات سمجھنے کی بجائے پابندیوں کا شکنجہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ داعی کا اصل مزاج اور کردار قرآن حکیم نے واضح کر دیا کہ:

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ [7]

(ترجمہ: وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بند شیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔)

تنظیم اسلامی اپنی انقلابی فکر اور دعوتی و تبلیغی جہت میں نظام عدل اجتماعی اور اس کے نمایاں خد و خال بھی عوام الناس کے سامنے رکھتی ہے۔ عدل اجتماعی کا قیام اگرچہ اسلام کی حقیقی روح اور بنیادی نصب العین ہے، لیکن خلافتِ راشدہ کے بعد باطل نے جب حق کا لبادہ اوڑھ کر تبدیلی اسلام کی ناکام کوشش کے بعد تبدیلی مسلم کی کامیاب کوشش کی تو عدلِ اجتماعی جیسی سنہری اسلامی قدر بھی متنازع بنادی گئی۔ خلافتِ راشدہ کے بعد ہر حکمران نے اپنے ہر ظلم کو عین عدل قرار دیا۔ اور علماء سوء، جاہل صوفیا اور عوام کالانعام عدلِ اجتماعی کے حقیقی شعور سے ہی محروم ہوگئے اور عدل اجتماعی کی اصل حقیقت اعمال اور متحرک نظام کی بجائے کتاب وسنت کی ہی زینت بنی رہی۔ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ فرقوں میں بٹی ہوئی امت مسلمہ کے تصورِ عدل اور متحدہ طاغوتی طاقتوں کے پروپیگنڈے کی بنا پر عدلِ اجتماعی کی حتمی تعریف اور اس کے نفاذ کا حتمی طریقہ کار اور اس راہ میں مزاحم قوتوں کے استیصال کے لیے مادی اور افرادی قوت اور طویل المدت منصوبہ بندی یا قلیل المدت لائحہ عمل سب کچھ مد نظر رکھا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کا نظام عدل اجتماعی کے قیام کا تصور امت کے لیے قابل قبول نہیں بن پا رہا۔ وجہ یہ ہے کہ کلامی، فقہی، تاریخی، اعتقادی اور احسانی (اربابِ تصوف کے باہمی اختلافات) پیچ در پیچ اختلاف در اختلاف کا شکار امت مسلمہ قرآن حکیم کو حصولِ ہدایت کی بجائے حصول ثواب کا ذریعہ ہی سمجھے بیٹھی ہے۔ جس امت کی روایتوں کے مطابق لیلۃالقدر کے ایک قیام حج و عمرہ کے ایک سفر اور کلمہ تمجید کی ایک تسبیح سے سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ معاف ہو سکتے ہیں، بھلا اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ عدلِ اجتماعی کے قیام کی خاطر شعبِ ابی طالب کی بندش، طائف کے زخم، ہجرت کا فراق، اپنے گھر بار سے محرومی، بدر و حنین کی تیر اندازی، بئر معونہ اور رجیع کے گہرے صدمے برداشت کرے۔

اسی طرح دعوتی میدان میں منہج انقلاب نبویؐ جو کہ سراسر برحق ہے وہ بھی سامنے رکھا جاتا ہے، بہر حال یہ وہ موضوعات ہیں جنہیں تنظیم نے قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں عام کرنے کے لیے مختلف ذرائع و طریق کار اختیار کیے۔ ان متفرق ذرائع و طریق کار کا مختصر سا جائزہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

1۔ دروسِ قرآن:

تنظیم میں اپنے انقلابی فکر کو عوام الناس تک پہنچانے کے ضمن میں اولین حیثیت دروسِ قرآن کی ہے۔ پورے ملک میں مختلف مقامات پر مختلف مدرسین کے ذریعے قرآن کے حلقہ جات قائم کئے جاتے ہیں، جو روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بعد ان کے بے شمار شاگرد اور تنظیم کے رفقاء اس وقت دروس کے ذریعے تنظیم کے انقلابی فکر کو نمایاں کر رہے ہیں۔ تنظیم اسلامی ان دروس کے ذریعے اپنی دعوت ہر خاص و عام تک پہنچاتی ہے۔ ان میں اربابِ اقتدار، علماء کرام اور عوام سب شامل تھے۔ ان دروس قرآن کے سامعین کی بڑی تعداد اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ تعلیم یافتہ افراد کے بارے لکھتے ہیں:

میرے مخاطبین یہی لوگ ہیں۔ اگر سوسائٹی کا یہ طبقہ تبدیل ہو جائے تو یہ تبدیلی خود بخود اعلیٰ سطح تک پہنچے گی کیونکہ یہی لوگ معاشرے کا رجحان بنانے اور بگاڑنے والے ہوتے ہیں اور عام لوگ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔[8]

دروس کے علاوہ تنظیم اسلامی خطبات جمعہ اور رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن کے ذریعے بھی اپنے دعوتی فکر کو پھیلا رہی ہے۔

2۔ سیمینارز و کانفرنسز کا انعقاد:

☆قرآن کانفرنس: تنظیم اسلامی کی دعوتی خدمات میں قرآن کانفرنسوں کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ان کانفرنسوں نے قرآنِ حکیم کے علوم و معارف کے ساتھ تنظیم کے انقلابی فکر کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کانفرنسوں کا آغاز ۱۹۷۳ء میں ہوا جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور اہل فکر کو مدعو کیا جاتا۔ ان علماء کرام میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا محمد حنیف ندویؒ، مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، مولانا سید ابو بکر غزنویؒ، مولانا سید حامد میاںؒ، یوسف سلیم چشتیؒ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھارت سے بھی جید علماء کرام جیسے مولانا اخلاق حسین قاسمی، مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ، مولانا عبدالکریم پاریکھؒ اور مولانا وحید الدین خانؒ وغیرہ کو

بھی مدعو کیا جاتا رہا۔ ہر کانفرنس کا ایک خاص موضوع ہوتا، جس پر مقالے بھی پڑھے جاتے اور تقاریر بھی کی جاتیں۔ ۱۹۷۳ء سے مسلسل سات سال قرآن کانفرنسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران کل آٹھ کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔[9]

☆محاضراتِ قرآنی: تنظیم اسلامی کی ایک خالص علمی و دینی خدمت محاضرات قرآنی کا انعقاد بھی تھا جس کے ذریعے علمائے دین کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملتا اور باہم سوالات و جوابات کی صورت میں نادر علمی افکار سے آگاہی حاصل ہوتی۔ قرآن کانفرنس کی بجائے ۱۹۸۱ء سے محاضرات قرآنی کا آغاز ہوا اور یہ محاضرات لاہور کے علاوہ کراچی میں بھی منعقد ہوئے۔ ان محاضرات میں بانی تنظیم نے یہ انداز اپنایا کہ کسی موضوع پر ایک مختصر تحریر مرتب کرنے کے بعد اسے متعدد علماء کی خدمت میں تصویب و تصحیح کے لیے ارسال فرما کر، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور تنظیم اسلامی کے مشترکہ اجتماع میں خطاب فرمانے کی دعوت دیتے جس کی بنا پر علماء کرام کو اپنے خیالات کا بھر پور اور بلا جھجھک اظہار کا موقع ملتا۔ ان محاضرات قرآنی میں ایک انداز یہ بھی اپنایا گیا کہ بانی تنظیم ایک موضوع کو منتخب کر کے اس پر متعدد قرآنی لیکچر دیتے اور ہر لیکچر کے بعد اہل فکر و دانش کا ایک پینل اس علمی موضوع سے متعلق سوالات کرتا اور یہ پینل مختلف مکاتب فکر کے جید علماء، جدید فکر کے حامل اہل فکر، وکلاء اور صحافیوں پر مشتمل ہوتا۔ یہ محاضرات قرآنی زیادہ تر اردو اور کبھی کبھار انگریزی زبان میں منعقد کیے جاتے۔[10]

☆سیرت و دیگر کانفرنسز: ان کے علاوہ سیرت کانفرنس کا بھی آغاز کیا گیا تھا مگر اس کا سلسلہ مستقل بنیادوں پر نہ چل سکا، البتہ مختلف مقامات پر یہ اب بھی منعقد کی جاتی ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کے انقلابی منہج و طریقہ کار کو وضاحت سے پیش کیا جاتا ہے اور اپنی انقلابی فکر کو اس سے مطابقت دی جاتی ہے۔ سیرت کانفرنسز کے علاوہ تنظیم اسلامی موجودہ حالات کے تناظر میں مختلف موضوعات پر بھی کانفرنسز کا انعقاد کرتی ہے اور ان میں بھی مثبت تبدیلی یا عصر حاضر کے مسائل کا حل اپنی انقلابی فکر ہی کو بتایا جاتا ہے۔

3۔ دعوت بذریعہ ذرائع ابلاغِ عامہ:

ذرائع ابلاغ میں پرنٹ، الیکٹرانک کے ساتھ ساتھ آجکل سائبر، ڈیجیٹل میڈیا وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ تنظیم نے دعوتی میدان میں ان ذرائع سے بھی بھرپور استفادہ کیا جس کے سبب انکی دعوت نہ صرف اندرون بلکہ بیرون ملک میں بھی پہنچی۔ ذرائع ابلاغ کی اہمیت کے پیش نظر پرنٹ میڈیا میں بانی تنظیم کے مضامین پاکستان کے تمام قومی اردو اور انگریزی اخبارات، نوائے وقت، جنگ، پاکستان ٹائمز، مشرق، وفاق، امروز، مسلم اور ڈان وغیرہ میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے تھے۔

اس کے علاوہ تنظیم اسلامی نے اپنی انقلابی فکر کی تشہیر کے لئے چند رسائل و مجلات کا بھی اہتمام کیا ہوا ہے، جن میں ہفت روزہ ندائے خلافت، ماہنامہ میثاق، سہ ماہی حکمت قرآن، جبکہ انگریزی میں پہلے ایک ماہنامہ The Quranic Horizon شائع ہوتا تھا جو 1996ء تا 2000ء تک جاری رہا، جبکہ اب پندرہ روزہ PERSPECTIVE تنظیم کی ویب سائٹ پر جاری ہوتا ہے۔ ساتھ ہی تنظیم دعوتِ حق کو عام کرنے اور اس کی تشہیر کے لیے مفت اور کم قیمت پر دعوتی کتب بھی تقسیم کرتی ہے اور کثیر تعداد میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ اور

بروشرز چھاپ کر تقسیم کرنا بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔الیکٹرانک میڈیا بلاشبہ ایک مؤثر ذریعہ ابلاغ ہے، چنانچہ تنظیم نے اپنا پیغام ملک کے گوشے گوشے تک پہنچانے کے لیے اس ذریعہ کو بھی خوب استعمال کیا، ریڈیو، سرکاری ٹی وی چینلز کے ساتھ ساتھ بانی تنظیم اور ان کے بعد دیگر تنظیم کے رفقاء بھی آجکل پرائیوٹ ٹی چینلز پر اپنے پروگرامات پیش کرتے رہتے ہیں۔

جبکہ جدید سائبر و ڈیجیٹل میڈیا کو تنظیم اسلامی اپنی دعوتی مہم کے لئے بھرپور انداز میں استعمال کر رہی ہے، جس کے لئے تنظیم اسلامی نے اپنی ویب سائیٹ(www.tanzeem.org) بنائی ہوئی ہے، جس کے ذریعے ڈاکٹر صاحب اور تنظیم کی فکر سے متعلق معلومات آسانی سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔اس کے علاوہ دعوت کو بذریعہ آڈیوز، ویڈیو اور سی ڈیز و ڈی وی ڈیز کے ساتھ ساتھ وٹس ایپ گروپس، فیس بک پیجز اور یوٹیوب چینلز کے ذریعے بھی پھیلایا جارہا ہے۔جو کہ موجودہ دور میں معلومات کے حصول کا بہترین ذریعہ ثابت ہو رہی ہیں۔

4۔خطوط بنام سربراہانِ مملکت:

بانی تنظیم و تنظیم اسلامی ہر دور میں ارباب اختیار و اقتدار کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس بھی دلاتے رہے، کبھی انہیں مجمع عام میں مخاطب کر کے، کبھی میڈیا کے ذریعے تو کبھی انہیں خطوط ارسال کر کے۔ چنانچہ بانی تنظیم نے صدر ضیاء الحق، صدر رفیق تارڑ، صدر پرویز مشرف اور وزیر اعظم نواز شریف وغیرہ کو وقتاً فوقتاً ان کے فرائض منصبی سے آگاہ فرمایا اور جن باتوں کی آپ نے انہیں تاکید کی ان میں خاص طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا، سود کا فی الفور خاتمہ اور قرآن وسنت کو پاکستان کا سپریم لاء قرار دینے کے لیے دستور میں ضروری ترامیم کرانا تھا۔[11]

انقلاب کی دعوتی جہت کے ضمن میں تنظیم کی طرف سے منعقد ہونے والے سیمینارز، کانفرنسز، ذرائع ابلاغ کے پروگرام، بانی تنظیم کی مسلم سربراہوں کے ساتھ مراسلہ نگاری، ذاتی، نجی اور سرکاری ملاقاتیں، ان سب کو ایک اچھا آغاز اور صحت مند پیش رفت قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہاں پر بھی مسئلہ یہ ہے کہ ان حکمرانوں پر ہونے والی ساری محنت امریکا بہادر کی ایک ڈانٹ سے ہی ضائع ہو جاتی ہے۔الیکٹرونک میڈیا، پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا دعوت کا فی زمانہ بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ان تمام ذرائع پر اسلام دشمن نہ سہی، اسلام بیزار قوتیں قابض ہیں۔ وہ اسلامی پروگرام کسی دعوتی مقاصد کی بجائے محض حصول برکت و ثواب کے لیے نقل اور نشر کرتے ہیں۔ بہر حال ضرورت اس امر کی ہے کہ دعوتی جہت کے اس پہلو کو عوام الناس کے لیے پرکشش، دلچسپ، آسان، امید افزا اور ان کے عملی مسائل کے حل کا ذریعہ بنایا جائے کیونکہ عوام الناس کو شاید اسلام سے اتنی دلچسپی نہ ہو جتنی دلچسپی اپنے مفادات کے تحفظ اور مشکلات کے حل میں ہے۔

سیاسی، سماجی اور معاشی دائرہ کار کی جہتیں:

تنظیم اسلامی اپنے انقلابی فکر کو جہاں دعوت کے ذریعے سے اجاگر کرتی ہے وہاں اجتماعی پہلو(سیاست، معیشت و معاشرت کے دینی تصورات)جو بظاہر انفرادی و اجتماعی سطح پر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں، ان سے متعلق موضوعات پر بھی خوب بحث کرتی ہے، لہٰذا اپنے دروس قرآن و دعوتی ذرائع کے ذریعے ان پر بے لاگ تبصرہ اور حالات و واقعات کا تجزیہ پیش کر کے ان کا حل بھی ہمیشہ حق اور سچ کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بتاتی ہے۔اجتماعی سطح پر جن مسائل کی نشاندہی کی گئی ان میں چند کا تذکرہ ذیل میں دیا گیا ہے:

1۔ملک میں موزوں قیادت کا فقدان اور سیاسی عدم استحکام ہے۔

2۔قرار داد مقاصد کے پاس ہونے کے باوجود، اسلامی آئین و قوانین ہونے کے باوجود بھی ان قوانین کی عملی تنفیذ نہ ہونے سے یہ ایک بے آئین سرزمین کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔[12]

3۔ہماری سیاست کا ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم کہنے کو تو آزاد ہیں لیکن ذہنی اور عملی آزادی سے کوسوں دور ہیں، جس کی وجہ ہمارے سیاسی میدان میں عالمی قوتوں کا عمل دخل ہے۔

4۔قوم مجموعی طور پر اپنی ذہنی و فکری نمو کے لیے اسلامی تعلیمات سے ہدایت حاصل کرنے کی بجائے مغربی افکار و تعلیمات سے متاثر ہے۔ شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک بہت بڑی اکثریت مغرب کے مادہ پرستانہ الحاد کے نظریات وافکار پر پورا ایمان رکھتی ہے۔ چنانچہ ہم پر مغربی اقوام سے ذہنی مرعوبیت چھائی ہوئی ہے۔

5۔تنظیم اسلامی کے نزدیک سیکولرازم کے تحت حکومتی سطح پر روشن خیالی کو فروغ دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

٦۔قومی یکجہتی کی بجائے ہم نسلی، لسانی، علاقائی عصبیت وغیرہ کا شکار ہو چکے ہیں۔

٧۔قومی و ملی سطح پر اخلاق کا دیوالہ نکل چکا ہے۔ قومی مصالح اور ملی مفادات سے کسی کو کوئی غرض نہیں رہی، انفرادی اعتبار سے خالص خود غرضی اور عریاں مفاد پرستی کا دور دورہ جبکہ اجتماعی معاملات و تجارت میں بدعہدی اور بددیانتی بلکہ باضابطہ مکاری اور چالبازی کی گرم بازاری ہے۔ سرکاری محکموں اور دفتروں میں رشوت ستانی جبکہ معاشرتی اور سماجی سطح پر سنگدلی و سفاکی اور سیاسی و حکومتی سطح پر بھی جھوٹ اور وعدہ خلافی نے ڈیرے جما لیے ہیں۔

٨۔سود اور جوا کی بنیاد پر سرمایہ دارانہ نظام معیشت قائم ہے، نتیجتاً اسلامی نظام معیشت سے دوری کی وجہ سے معاشی میدان میں بہت برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

٩۔پاکستان میں جاگیر دارانہ جمہوریت رائج ہے۔ جاگیر دار حکومت اور بڑے وسائل رزق پر قابض ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ ظلم و استحصال کا شکار ہے اور حریت، اخوت اور مساوات جیسی اقدار یہاں ناپید ہیں۔

١٠۔دینی و مذہبی لحاظ سے ہماری ایک عظیم اکثریت کا دین و مذہب کے ساتھ کوئی عملی تعلق نہیں ہے۔ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت الحاد کا شکار ہے، فرقہ واریت کی ہولناکی روز بروز بڑھ رہی ہے۔

تنظیم اسلامی اور بانی تنظیم نے ایک مدبر راہنما کے طور پر پاکستان کے سیاسی، سماجی، معاشی اور مذہبی نیز بین الاقوامی حالات پر کڑھنے اور افسوس کرنے کی بجائے ان کا حل قرآن و سنت کو قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تنظیم اسلامی نے قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے باقاعدہ ملکی و بین الاقوامی سطح پر درسِ قرآن کا آغاز کیا تاکہ عامۃ الناس قرآنِ مجید کی تعلیمات سے روشناس ہوں اور اپنے موجودہ سیاسی، معاشی، مذہبی اور اخلاقی مسائل کے حل کے لیے اس سے رہنمائی پائیں۔ ایک اور اہم بات اس جہت کے حوالہ سے یہ کی جاتی ہے کہ سماج پر مغربی کفر والحاد

کی تہذیب کا غلبہ ہے۔ لہٰذا جب الحادی تہذیب متحد اور اسلامی تہذیب کے نام لیوا منتشر ہوں گے تو نتائج وہی سامنے آئیں گے جو اس وقت سامنے ہیں۔ مغربی تہذیب کے اثرات کو جب تک ختم نہیں ہوتے، اس وقت تک بھرپور انداز میں عملی میدان میں بھی کام کرتے رہنے کی کوشش کرنی ہوگی، تنظیم نے اس مقصد کے لئے عملی میدان میں بھی کام کیا جس کا جائزہ ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

عملی میدان کی جہات:

تنظیم اسلامی کے قیام کا مقصد تاسیس ہی یہ تھا کہ اس دور زوال میں اصحاب عزم وہمت کو منظم کیا جائے اور انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی سعی کی جائے۔ نہی عن المنکر کے سلسلے میں مختلف طریقوں یعنی ذاتی رابطوں، تقریر و تحریر اور مظاہروں کے ذریعے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دیا جائے اور آئمہ وقت اور عامۃ الناس کو تنظیم کا پیش کردہ انقلابی فکر پہنچایا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ تنظیم اسلامی نے شروع ہی سے عملاً معاشرے میں رائج غلط رسومات، بدعات و منکرات کے خلاف اخبارات، رسائل اور پر امن احتجاجی مظاہروں کے ذریعے ارباب اختیار اور عامۃ الناس کی توجہ اس جانب مبذول کی۔ ان میں تنظیم اسلامی کے فورم سے جن چند اقدامات پر خصوصی توجہ دی گئی اور جن کی وجہ سے لوگوں میں شعور بھی بیدار ہوا، ان میں سب سے پہلے ہمارے معاشرے میں شادی بیاہ، ولادت اور وفات کے مواقع پر جو رسوم ادا کی جاتی ہیں ان کی طرف تنظیم نے نشاندہی کی کہ ان میں سے اکثر ہندوانہ تہذیب کی نشانیاں ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے باقاعدہ ایک اصلاحی تحریک شروع کی جس کے ذریعے اپنی بہت سی تقاریر اور خطبات میں ان غلط رسومات سے لوگوں کو آگاہ کیا، جس کے نتیجے میں ملک کے بہت سے تعلیم یافتہ گھرانے اسلامی تعلیمات کے مطابق رسوم ادا کر رہے ہیں۔

اسی طرح دوسری کوشش جو تنظیم اسلامی کی جانب سے معاشرتی برائیوں کی روک تھام کے لیے کی گئی جن میں سرفہرست عریانی، فحاشی اور بے حیائی ہے۔ ان منکرات کو پھیلانے میں ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹیلی ویژن اور اخبارات و جرائد بہت نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ اسلامی اقدار سے دور ہوتا جارہا ہے۔ چنانچہ بے حیائی اور فحاشی کے امڈتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لیے تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے پر امن، خاموش احتجاجی مظاہروں کا فیصلہ کیا گیا اور اس کا پہلا مظاہرہ ۲۱ جون ۱۹۸۹ء بروز بدھ دو روزناموں "جنگ" اور "نوائے وقت" کے دفاتر کے سامنے بیک وقت کیا گیا۔ یہ مظاہرہ دراصل ایک منکر کے خلاف پر امن یلغار تھی۔ یہ پر امن، خاموش مظاہرے عریانی و فحاشی اور بے غیرتی و بے حیائی کے مہلک جراثیم گھر گھر پہنچانے والے اداروں کے سامنے کیے گئے۔ نیز اسی طرح کے مظاہرے ۱۶ اگست ۱۹۸۹ء کو لاہور پی ٹی وی کے دفاتر کے سامنے ٹیلی ویژن پر فحاشی اور عریانی کو بند کرنے کے لیے کیے گئے۔ بینرز اور کتبوں کے ذریعے جن پر فحاشی اور عریانی کی مذمت پر مشتمل عبارات درج تھیں۔ ذرائع ابلاغ کو منکرات سے بچنے کا احساس دلایا جارہا تھا۔ چنانچہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے بے پردگی و عریانی کے فروغ کے خلاف جو پر امن مظاہرے لاہور سے شروع ہوئے ان کا دائرہ کار پاکستان کے دوسرے شہروں تک وسیع کر دیا گیا۔[13]

اسی طرح تنظیم اسلامی اکثر و بیشتر معاشی، سیاسی اور معاشرتی استحکام کے لیے سودی نظام ختم کرنے، سود کی حرمت کے جواز میں اور سود کو

تحفظ دینے کی حکومتی کوششوں کے خلاف پر امن احتجاجی مظاہروں، تحریروں اور تقریروں کے ذریعے اور اخبارات میں اشتہارات شائع کروا کر عامۃ الناس کا شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔[14]

ایک طرف تو بانی تنظیم اسلامی نے تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے غیر اسلامی تعلیمات، منکرات و بدعات کی ترویج کے خلاف احتجاج کرتے رہے تو دوسری طرف ۱۹۹۱ء سے انہوں نے خالص اسلامی نظام کے لیے ایک نئ تحریک کے قیام کی ابتداء کر دی۔اس سے پہلے تک تنظیم اسلامی تھیاکریسی، ملوکیت اور آمریت ان سب کے مقابلے میں اسلام کے مطلوبہ نظام کے لیے اسلامی جمہوریت کی اصطلاح استعمال کرتی تھی۔ لیکن ۱۹۹۱ء سے تنظیم نے اللہ کی حاکمیت کا مطلقاً اطلاق قرآن و سنت کی اصل اصطلاح "خلافت" کے ساتھ کیا۔اسی لیے بانی تنظیم نے اس تحریک کے لیے لفظ "خلافت" کو اپنایا اور اپنی جدوجہد کا منتہاو مقصود دنیا میں احیائے خلافت کو قرار دیا۔[15]

تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر میں عملی میدان کی جہات کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس حوالہ سے اگر جائزہ لیا جائے تو تنظیم اسلامی اپنی بساط کی حد تک اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ملک کے بڑے بڑے چوراہوں پر کبھی کبھی احتجاج بھی کرتی ہے۔بلاشبہ مسلم سماج میں قائم غیر اسلامی، غیر عقلی، غیر شرعی اور ہندوانہ رسومات کے خلاف آواز بلند کرنا بہت بڑا کارِ خیر ہے۔یقیناً یہ عمل خیر واخلاص سے خالی نہیں، لیکن آواز بلند ہونے اور اس عمل کے کرنے کے باوجود بھی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔یہ عمل کرنے والے بھی مسلمان ہیں، دیکھنے والے بھی مسلمان ہیں اور اس عمل سے روکنے والے بھی مسلم انتظامیہ اور مسلم پولیس ہے۔ان منکرات کے خلاف کسی بھی اسلامی تحریکات کے پر امن و منظم احتجاج کو سبوتاژ کرنے والی بھی بہت سی اسلام کے بھیس میں بے دین جماعتیں اور مسلم کا ٹائٹل رکھنے والی حکومتیں ہوتی ہیں۔گویا جو کام غیر مسلم حکومتوں کے کرنے کا تھا، وہ اب مسلمان حکومتیں کر رہی ہیں۔لیکن اس کے باوجود بھی تنظیم اپنی حد تک یہ کوشش جاری رکھے ہوئے ہے اور نتیجہ اللہ کی ذات پہ چھوڑ دیا ہے۔

عملی میدان کی جہات میں بانی تنظیم کا اصحابِ علم وفکر سے ذاتی اور تنظیمی روابط کا پہلو بہت امید افزا اور بروقت ہے۔اسی طرح رفقائے تنظیم کا بھی آپس کا یا دیگر احباب سے رابطہ صرف دین کے نظام کے بالفعل قیام کی خاطر لائق تحسین ہے۔یقیناً قرآن حکیم میں بھی مسلمانوں کو اقامتِ دین اور اشاعتِ حق کے لیے عملی روابط کا حکم دیا گیا ہے اور اس حوالہ سے مہاجرین وانصار کی بہت تعریف کی گئی ہے اور ان کے یہی روابط بیعتِ عقبہ اولیٰ، ثانیہ اور بالآخر معاہدہ مواخات کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ[16]

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جدوجہد کی اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا:

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [17]

ترجمہ: (اُن لوگوں کے لیے بھی) جو اِن مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دار الہجرت میں مقیم تھے یہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے اِن کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی اُن کو دیدیا جائے اُس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

قائدِ انقلاب ﷺ کا فرمان ہے:

تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى [18]

ترجمہ: تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے ایسا کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اسلام میں باہمی تعلقات میں گرم جوشی پیدا کرنے کے لیے منفی صفات سے روکا گیا ہے:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا [19]

ترجمہ: بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ اسلامی قوتوں کے یہ باہمی روابط کتاب و سنت اور سیرت نبوی ﷺ کے ان عملی احکام و واقعات کو موجودہ دور میں اپنانے میں جو خطرات لاحق ہیں، ان کے بارے میں بھی تنظیم اسلامی کو گہری نظر رکھنی ہو گی۔ مسلمانوں کا سیکولر طبقہ طاغوت کی وہ تمام خدمات سرانجام دیتا ہے جس سے اسلامی قوتوں کی دعوت و تبلیغ کے اثرات اگر زائل نہیں تو کمزور ضرور ہو جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں تبلیغی جماعت کی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ پوری دنیا کو کرونا نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور کرونا جتنا بڑا وبائی مرض ہے، اتنا ہی بڑا طاغوت کا حیاتیاتی ہتھیار (Biological Weapon) ہے۔ اور تبلیغی جماعت کے ہونے والے اجتماعات، دعوتی جوڑ، گشت اور اسی طرح جماعتِ اسلامی کے دروس اور دیگر دینی جماعتوں کے پروگرام انتہائی متاثر ہوئے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں قائم ہونے والی انقلابی جماعت یا مسلم برادری یا جہاں بھی دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں کوئی بڑے پیمانے پر اسلامی تحریکوں کو تقویت ملتی ہے، طاغوتی طاقتیں انہیں سبوتاژ کرنے، انہیں خوفزدہ کرنے، انہیں لالچ سے خریدنے، انہیں منتشر کرنے، مقامی اور عالمی میڈیا پر ان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے یا بالآخر ان عمائدین دعوت و تبلیغ کو شہید کرنے میں یہ قوتیں کبھی کوئی باک محسوس نہیں کرتیں۔

گویا کہ سنت و سیرت کے مطابق ہونے والے دعوتی اور اسلامی روابط کو مخالف قوتیں ہمیشہ بدنام یا بے نام کرنے کے درپے رہتی ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ طاغوت کے اس ردِ عمل کو مسلمانوں کے ذہنی خوف کے نام سے تعبیر کرتا ہے اور اسے سازشی تھیوری کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے مستقل طور پر یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کے متعلق جو ارشادات صادر فرمائے، وہ اس سازشی تھیوری کی نفی کرتے ہیں اور اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اہل کتاب کبھی کسی دور میں، کسی میدان میں، کسی اعتبار سے یا کسی درجے میں اسلام کو بطور مذہب تو برداشت کر لیں گے، لیکن بطور نظامِ حیات، بطور دینِ انقلاب برداشت کرنے کے لیے نہ ماضی میں تیار تھے، نہ آج تیار ہیں، نہ قیامت تک وہ ایسا کریں گے۔ ان اسلام دشمن طاقتوں کے منفی اقدامات کے لیے قرآنی ارشادات درج ذیل ہیں:

وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ [20]

ترجمہ: اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبی کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کر دو، شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ [21]

ترجمہ: اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے، مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ۔ [22]

ترجمہ: یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے، جو اللہ نے بتایا ہے ورنہ اگر اُس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے) تم ان سے محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتب آسمانی کو مانتے ہو جب وہ تم سے ملتے ہیں

تو کہتے ہیں کہ ہم نے بھی (تمہارے رسول اور تمہاری کتاب کو) مان لیا ہے، مگر جب جدا ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف ان کے غیظ و غضب کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں، ان سے کہہ دو کہ اپنے غصہ میں آپ جل مرو اللہ دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔ تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے، اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں مگر ان کی کوئی تدبیر تمہارے خلاف کارگر نہیں ہو سکتی بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اُس پر حاوی ہے۔[23]

یہ آیات بینات اپنی تفسیر خود ہیں۔ ان محکمات میں روزِ روشن سے بھی زیادہ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ باطل قوتیں زندگی کے کسی شعبہ میں، تاریخ کے کسی حصہ میں اسلامی نظامِ حیات کو نہ صرف قائم نہیں ہونے دیتیں، بلکہ خود مسلمانوں کے اندر ایسے سازشی آلہ کار افراد اور گروہ قائم کرتی رہتی ہیں، ان کی فنڈنگ کرتی ہیں، ان کی وکالت اور حمایت کرتی ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ہی اسلام کے خلاف ڈھال بن جاتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کی دعوت جہت اور علمائے حق کے مابین کانفرنسز، سیمینارز، محاضرات اور مراسلات کے ذریعہ قائم ہونے والے مربوط و مسنون تعلق کو غیر مؤثر، محدود، غیر مقبول بنانے کے لیے طاغوتی طاقتیں اپنا دن رات ایک کر رہی ہوں گی یا مستقبل میں تحریک کی مضبوطی کے بعد تو لازمی کریں گی۔ لیکن تنظیم اسلامی کے ہاں ان طاقتوں، ان سازشوں اور ان منفی ہتھکنڈوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے افرادی قوت، مادی وسائل اور گہرا شعور رکھنا بہت لازمی اور ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے ایک سے زیادہ مرتبہ حق کے خلاف کفار کا بے دریغ مال خرچ کرنا بیان کیا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ[24]

ترجمہ: جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لیے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لیے پچھتاوے کا سبب بنیں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے، پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گے۔

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ۔[25]

ترجمہ: یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کر دو تاکہ یہ منتشر ہو جائیں حالانکہ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے، مگر یہ منافق سمجھتے نہیں ہیں۔

لہٰذا دعوتی و تبلیغی اور عملی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ اتنا ہی ضروری ہے کہ مخالفین دعوت کے عزائم کو سمجھتے ہوئے پوری پوری حکمت عملی کے ساتھ مدافعت کی پالیسی تیار رکھی جائے۔

تحریکِ خلافت پاکستان:

بانی تنظیم اسلامی نے اقامتِ دین کی جدوجہد کی غرض سے عوام کو نظام خلافت کے خدوخال اور اس کی برکات سے روشناس کرنے کے لیے ایک تحریک کے قیام کا فیصلہ کیا جسے تحریکِ خلافت پاکستان کا نام دیا گیا۔ نیز انہوں نے پاکستان کو نظامِ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی جدوجہد کے لیے نقطہ آغاز بنایا تاکہ بعدازاں یہ نظام دنیا بھر میں قائم و نافذ ہو سکے۔

تحریک خلافت پاکستان کے قیام کے درج ذیل مقاصد تھے:

۱۔ پاکستان کے مسلمان عوام میں وہ شعور پیدا کرنا جو دین کی تعلیمات پر مبنی ہو۔

2۔ پاکستان کے عوام تک یہ پیغام پہنچانا کہ نظام خلافت کیا ہے؟ اس کی ضرورت کیوں ہے؟ اور یہ کیسے برپا کیا جا سکتا ہے۔

3۔ نظام خلافت کے قیام کی تحریک کے لیے پاکستان کے مسلمانوں کا تعاون حاصل کرنا۔

4۔ ہمارے معاشرے کے موجودہ غیر منصفانہ اور استحصالی نظام کی گمراہیوں اور خرابیوں کی جانب عوام کو متوجہ کرنا۔

5۔ نظام خلافت کی برکات سے پاکستان کے عوام، مسلم اور غیر مسلم سب کو روشناس کرانا۔[26]

تنظیم اسلامی نے نظامِ خلافت کے اجتماعی ڈھانچے اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات کیے:

۱۔ عوام کو نظامِ خلافت کی برکات سے آگاہ کرنے کے لیے تحریک خلافت کے پلیٹ فارم سے جلسہ ہائے عام اور کارنر میٹنگوں کا انعقاد کیا گیا۔

2۔ نظامِ خلافت کے اجتماعی نظام اور درپیش جدید مسائل کو علمی انداز میں تعلیم یافتہ طبقے تک پہنچانے کے لیے خطباتِ خلافت کا انعقاد، تمام بڑے شہروں میں کیا گیا۔[27]

۳۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پروگرام کا انعقاد، جن میں سے چند اہم پروگراموں کا تذکرہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

۲۸ جنوری ۲۰۰۱ء میں تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ایک انٹرنیشنل خلافت کانفرنس ایوان اقبال لاہور میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں بہت سے ملکی اور غیر ملکی علماء نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں خلافت کے موضوع پر تمام مقررین نے گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ نظامِ خلافت کو کرہ ارض کا مقصد قرار دیا۔

اس کے علاوہ تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر انتہائی اہم سیمینارز منعقد کرائے گئے۔ چند اہم درج ذیل ہیں:

"نصاب تعلیم میں مبینہ روشن خیالی کا پیوند" ۴ جون ۲۰۰۲ء، قرآن آڈیٹوریم لاہور۔

"اسلام میں پردے کے احکام" نومبر ۲۰۰۲ء، ایوان اقبال۔ لاہور

"پاک بھارت تعلقات، امکانات، توقعات، خدشات" فروری ۲۰۰۴ء، قرآن آڈیٹوریم، لاہور۔

"خطبات خلافت" ۱۰ فروری ۲۰۰۵ء، الحمراء ہال، لاہور۔

"روشن خیالی کا موجودہ تصور اور اسلام" ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء، قرآن آڈیٹوریم، لاہور۔

"اسلام اور بینکنگ" ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء، قرآن آڈیٹوریم، لاہور۔

تحریکِ خلافت اور تنظیم اسلامی کے چند اہم مشترکہ سیمینارز درج ذیل ہیں:

"دورِ حاضر میں خلافت کا دستوری خاکہ "۱۲ اگست ۱۹۹۸ء، الحمراء ہال، لاہور۔

"جدید اسلامی ریاست میں ٹیکسوں کا نظام "۲۰ جون ۲۰۰۲ء، آواری ہوٹل، لاہور۔

"موجودہ عالمی حالات میں اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل "۲۲ فروری ۲۰۰۴ء۔

"رسولِ انقلاب کا طریق انقلاب "۱۴ مئی ۲۰۰۴ء، الحمرا ہال، لاہور۔

"منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "۱۴ مئی ۲۰۰۴ء، قرآن آڈیٹوریم، لاہور۔

"عالم اسلام پر دجالیت کا آخری حملہ "۷ مئی ۲۰۰۶ء، قرآن آڈیٹوریم، لاہور۔

خلاصہ بحث:

تنظیم کے انقلابی پروگرام، ان کی جہات، سیاسی و سماجی پہلو، تحریک خلافت کا قیام اور ایک چھوٹے سے جلسے سے لے کر بڑی سے بڑی سطح پر عظیم الشان کاروائی تمام بشری کمزوریوں کے باوجود ایک اچھی کاروائی اور صحت مند لائحہ عمل تو کہا جاسکتا ہے، لیکن امت کی مثال تن ہمہ داغ داغ شد کی سی ہے۔ ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اعلیٰ ترین سطح پر کانفرنسز و سیمینارز کا اہتمام و پروگرامات کا انعقاد کیا جاتا ہے جس سے پہلے سے موجود صحت مند افکار رکھنے والے افراد کی شخصیت میں مزید نکھار تو پیدا ہو جاتا ہے، لیکن امت مسلمہ کی کثیر تعداد عوام الناس ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ تمام انقلابی جہات فکری لحاظ سے صحت مند ہونے کے باوجود عملی لحاظ سے مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کر رہیں۔ جس کی بڑی وجہ متفقہ تعبیرِ دین کا فقدان، روحِ اسلام سے ناآشنائی، ملوکیت کے زہریلے اثرات، جاہلی تصوف کے راہبانہ تصورات، امت مسلمہ کی صفوں میں شامل اسلام دشمن اور اسلام بیزار سیکولر ذہنیت کے افراد، علماء سوء، خائن حکمران اور بے لگام وہ ریاستی افراد ہیں کہ جو نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام کی مخالفت کے نصب العین پر متحد ہو کر کام کرتے ہیں اور اسی نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان پر کام کرنے والے منتشر ہو کر کام کرتے ہیں۔

تنظیم اسلامی کے تحت ہونے والے سیمینارز اور کانفرنسز میں جن موضوعات پر تقاریر اور تحقیقی مضامین پیش کیے جاتے ہیں، وہ اعلیٰ علمی اور تحقیقی معیار رکھنے کے باوجود اگرچہ مجموعی طور سماج میں کوئی اچھی اور فوری تبدیلی لانے کا ذریعہ نہیں بن پائے۔ تاہم تنظیم کے اخلاص اور طرزِ عمل کو بھی اس دور میں غنیمت سمجھنا چاہیے کہ اپنی تمام تر بشری، انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کے باوجود وہ بہت اعلیٰ سطح پر دین کا حقیقی شعور رکھتی ہے اور اس کی دعوت دیتی ہے۔ اس کے مطابق تبدیلی لانا چاہتی ہے۔ لیکن انقلاب دشمن طاقتیں جس قدر منظم، مؤثر اور وسیع ہو چکی ہیں، انہیں دائرہ اسلام کے اندر لانا یا ان کی طاقتوں کا مقابلہ کرنا ممکن ہو تو سکتا ہے، لیکن ممکن ہوتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ابھی اس درجے کے وسائل، افرادی قوت، نظم وضبط، داخلی استحکام، عالمی ماحول، تعلیمی نظام اور خاص طور پر ہمارے مذہبی اداروں کے نصابات اور جامعات کا کردار مطلوبہ معیار تک نہیں پہنچ پایا۔ اگرچہ تنظیم انسانی کوششوں کی حد تک ہر ممکن سطح پر اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔

حوالہ جات

[1] ڈاکٹر اسرار احمد، اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن، ستمبر 1995ء) 5۔

[2] حافظ محمد زبیر، "خادم قرآن: کچھ یادیں، کچھ باتیں۔" میثاق ماہنامہ 59، نمبر 5 (2010ء): 147۔

[3] رحمت اللہ، بٹر، دین اسلام اور انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی معاملات (لاہور: شعبہ دعوت و تربیت تنظیم اسلامی، س ن) 4-3۔

[4] ڈاکٹر اسرار احمد، تنظیم اسلامی کی دعوت (لاہور: شعبہ دعوت و تربیت، تنظیم اسلامی، جولائی 2013ء) 13۔

[5] ڈاکٹر اسرار احمد، دینی فرائض کا جامع تصور (لاہور: دار الاسلام مرکز تنظیم اسلامی، س ن) 28۔

[6] ڈاکٹر اسرار احمد، تنظیم اسلامی کا امتیازی محل و مقام (کراچی: تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی، 2009ء) 6۔

[7] الاعراف 7:157۔

[8] نثار احمد ملک، "ڈاکٹر اسرار احمد۔ ایک عظیم داعی قرآن۔"، حکمت قرآن سہ ماہی 29، نمبر 2 (2010ء): 27

[9] ڈاکٹر اسرار احمد، دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر (لاہور: انجمن خدام القرآن، 1990ء) 215,216۔

[10] ڈاکٹر ابصار احمد، "مرکزی انجمن خدام القرآن کے پہلے انگریزی محاضرات۔" "ندائے خلافت، ہفت روزہ 1، نمبر 8 (1992ء) :16۔

[11] ڈاکٹر اسرار احمد، "الدین النصیحۃ شریف فیملی کے نام خطوط۔" میثاق ماہنامہ 53، نمبر 8 (2002ء) 49 تا 70۔

[12] ڈاکٹر اسرار احمد، "قرارداد مقاصد اور دستور پاکستان۔" میثاق ماہنامہ 51 نمبر 8 (2010ء): 6۔

[13] خالد محمود خضر، "اخبارات میں عریانی اور فحاشی کے خلاف تنظیم اسلامی کے پہلے مظاہرے کی روداد" میثاق ماہنامہ 38 نمبر 6 (1989ء): 55۔

[14] حافظ عاکف سعید، "عرض احوال" میثاق ماہنامہ 40 نمبر 6 (1991ء) 4,5۔

[15] ڈاکٹر اسرار احمد، جمہوریت نہیں خلافت، ماہنامہ میثاق، لاہور، جلد ۴۰، شمارہ ۸، اگست ۱۹۹۱ء) 24,25۔

[16] الانفال 7:74۔

[17] الحشر 59:9۔

[18] محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری، صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب رحمۃ الناس والبھائم، رقم الحدیث: 6011۔

[19] محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری، صحیح البخاري، کتاب الأدب، باب: یا أیھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن، رقم الحدیث: 6066۔

[20] آل عمران 3:72۔

[21] البقرۃ 2:109 ۔

[22] البقرۃ 2:120۔

[23] آل عمران 3:118-120۔

[24] الانفال 8:36۔

[25] المنافقون 7:7۔

[26] دستور تحریک خلافت پاکستان ترمیم شدہ (لاہور: تحریک خلافت پاکستان، 2000ء) 3۔

[27] ڈاکٹر اسرار احمد، خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام (لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن، 2013ء) 203۔

References

1. Dr Israr Ahmad, *Islam kay Inqlabi Fikr ki tajded o tameel,* (Lahore: Maktba Anjuman khuddam ul Quran, 1995AD) p5.
2. Hafiz Muhammad Zubair, *Khadim e Quran: Khuch Yaden khuch Batain, Meesaq Monthly 59 no.5* (Lahore: 2010) p147.
3. Rahmat Ullah Butar*, Deen Islam aor Insani Zindgi kay Infaradi o Ijtamai Moamlat,* (Lahore: Shoba Dawat o Tarbeat, Tanzeem Islami) p3-4.
4. Dr Israr Ahmad, *Tanzeem Islami ki Dawat,* (Lahore: Shoba Dawat o Tarbeat, Tanzeem Islami, 2013 AD) p13.
5. Dr Israr Ahmad, *Faraiz e Deeni ka Jamy Tasawor* (Lahore: Dar ul Salam Markaz Tanzeem Islami) p28.
6. Dr Israr Ahmad, *Tanzeem Islami ka imtiazi mahal o maqam* (Karachi: Tanzeem Islami halqa Karachi janubi, 2009 AD) p6.
7. Al-Araf 7:157
8. Nisar Malik, *Dr Israr Ahmad- Aik Azeem Daee Qruran, Hikmat e Quran Quartarly 29, no.2* (Lahore: 2010) p27.
9. Dr Israr Ahmad, *Dawat e roju il alquran ka manzar o ps e manzar* (Lahore: Anjuman khuddam ul Quran, 1990 AD) p215-216.
10. Dr Absar Ahmad, *Markazi Anjuman khuddam ul Quran kay pehly angrazi mahazrat, Nida e Khilafat weekly 1, no.8* (Lahore: 1998) p16.
11. Dr Israr Ahmad, *Al Deen al Nasehaa Sharif Famly kay name khatot, Meesaq montly53, no.8* (Lahor: 2004) p49 to 70.
12. Dr Israr Ahmad*, Qarar dad e maqasid aor dastoor e Pakistan, Meesaq montly51, no.8* (Lahore: 2002) p6.
13. Khalid Mehmood Khizer, *Akhbarat mai uryani aor fahashi kay khilaf Tanzeem e Islami kay pehlay muzahary ki rodad, Meesaq montly38, no.6* (Lahore: 1989) p55.
14. Hafiz Akif Saeed, *Arz e Hall, Meesaq montly40, no.6* (Lahore: 1991) p45.
15. Dr Israr Ahmad, *Jamhoriat nahi khilafat, Meesaq montly40, no.8* (Lahore: 1991) p24-25.
16. Al-Anfal 8:74.
17. Al-Hashar 59:9
18. Muhammad Bin Ismail Bukhari, *Sahih al-Bukhari, Kitab ul Adab*, Hadith no: 6011.
19. Muhammad Bin Ismail Bukhari, *Sahih al-Bukhari, Kitab ul Adab,* Hadith no: 6066.
20. Al-Imran 3:72.
21. Al-Baqra 2:109.
22. Al-Baqra 2:120.
23. Al-Imran 3:118-120.
24. Al-Anfal 8:36.
25. Al-Munafiqun 63:7.
26. *Dastoor Tehrik Khilafat Pakistan, modified* (Lahore:Tehrik Khilafat Pakistan, 2000AD) p3.
27. Dr Israr Ahmad, *Khilafat ki haqeeqat aur asr e hazir mai us ka nizam* (Lahore: Markazi Anjuman khuddam ul Quran, 2013AD) p213.